خیارشرعی کاتصوراورمروج خیارات کاتحقیقی وتجزیاتی

عمران اللہ خٹک(کرک)

(قسط چہارم)

خیارکی مدت میں معقودعلیہ کی ملکیت اوراس میں تصرف کاحکم

خیارشرط کے زمانے میں مبیع اورثمن میں تصرف اوراس کی ملکیت کے حوالے سے علماء کے کئی اقوال ہیں:

احناف کامذہب:

ان کے ہاں اس حوالے سے آپس میں اختلاف ہے کہ خیارشرط کسی عقدمیں صرف بائع کوہوگایاصرف مشتری کوہوگایادونوں عاقدین کوہوگا'لہذا اگرخیاردونوں کوکسی عقدمیں حاصل ہوتواس صورت میں مبیع بائع کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی'اسلئے اس دوران بائع کوثمن میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہوتی'ایسے ہی مشتری کومبیع میں تصرف کرناجائزنہیں ہوتا'جب کہ اس دوران بائع کامبیع میں اورمشتری کاثمن میں تصرف کرناجائزہےلیکن اس تصرف کامطلب اس عقدکوفسخ کرنے کے مترادف ہے'لیکن اگرخیارصرف بائع کوہوتواس میں مبیع پربالاتفاق مشتری کی ملکیت نہیں آئی اوربائع کی ملکیت اب بھی موجودہےجب کہ ثمن سے مشتری کی ملکیت بالاتفاق ختم ہوچکی ہے کیونکہ یہ عقداس کے حق میں لازم ہے'لیکن یہ ثمن بائع کی ملکیت میں آیاہے یانہیں'اس حوالے سے امام ابوحنیفہ اورصاحبین کے درمیان اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یہ ثمن بائع کی ملکیت میں داخل نہیں ہوتاجب کہ امام ابویوسفؒ اورامام محمدؒ(صاحبین)کے ہاں ثمن اس صورت میں بائع کی ملکیت میں داخل ہوجاتاہے۔

البتہ اگرخیارمشتری کواکیلاثابت ہوتواس صورت میں ثمن بالاتفاق مشتری کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتا[۱]'اس صورت میں اگراس ثمن کااعیان سے تعلق ہوتوبائع اس کواستعمال نہیں کرسکتااوراگردیون

سے اس کا تعلق ہوتو اس صورت میں بائع اس کا مستحق نہیں بن سکتا' جب کہ مبیع بائع کی ملکیت سے بالاتفاق نکل جاتی ہے یہاں تک کہ اس میں خود بائع کے لئے تصرف جائز نہیں ہوتا کیونکہ بیع اس کے حق میں مکمل ہے البتہ مبیع مشتری کی ملکیت آ گئی ہے یا نہیں' امام صاحب کے ہاں داخل نہیں ہوتا اور صاحبین کے ہاں داخل ہو جاتا ہے۔ ۲؎

مالکیہ کا مذہب:

ان کے ہاں خیار پر مبنی عقد کمزور ہوتا ہے اس لئے کہ خیار کی مدت میں مبیع بائع کی ملکیت سے منتقل نہیں ہوتا جس کی وجہ یہ ہے کہ ملکیت کا انتقال مکمل رضامندی کی صورت میں ہوتا ہے جب کہ خیار اس چیز میں رکاوٹ ہے اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ وہ بیع جس میں خیار ہو وہ کمزور ہوتا ہے' البتہ مالکیہ کے ہاں اس خیار کی صورت میں چاہے ایک فریق کو ہو یا دونوں فریق کو' اس میں ملکیت منتقل نہیں ہوتی۔ ۳؎

شوافع کا مذہب:

ان کے ہاں راجح قول کے مطابق خیار کے زمانے میں ملکیت کے بارے درج ذیل تفصیل ہے:

الف:۔ عاقدین میں سے ہر ایک کو خیار والی عقد کی صورت میں ثمن اور مبیع کی ملکیت موقوف رہتی ہے' اگر بیع تام ہو گیا تو عقد کے وقت سے ثمن پر بائع کی ملکیت اور مبیع پر مشتری کی ملکیت سمجھی جائیگی' جب کہ عقد کے فسخ ہونے کی صورت میں مبیع بائع کی ملکیت سے اور ثمن مشتری کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتے۔

اگر خیار کسی ایک پارٹی کو حاصل ہو تو جس نے خیار کی شرط لگائی ہے اس ملکیت اسی چیز پر چاہے ثمن ہو یا مبیع ہو' موجود رہتی ہے اور جب ایک ہی جانب کے خیار کی وجہ سے اس کو اپنی چیز پر ملکیت برقرار تو اس صورت میں دوسری جانب والے کی ملکیت لامحالہ باقی ہے' لہذا یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خیار لینے کی صورت میں بائع کو مبیع پر اور مشتری کو ثمن پر ہر لحاظ سے ملکیت حاصل ہے' اس کی دلیل یہ ہے کہ جس بندے کو اکیلے خیار حاصل ہوتا ہے اس کو ملکیت برقرار رہنے کی وجہ سے تصرف کا بھی حق حاصل ہوتا ہے جو اس کی ملکیت کا ثبوت ہے۔ ۴؎

حنابلہ کا مذہب:

ان کے مشہور قول کے مطابق خیار کے زمانے میں مبیع مشتری کی ملکیت میں آجاتی ہے اور ثمن بائع کی ملکیت میں، چاہے خیار کسی ایک جانب کو ہو یا ہر ایک فریق کو ہو۔

اس مذہب میں خیار کے زمانے میں تصرف کے حوالے سے یہ تفصیل ہے کہ اگر خیار دونوں فریق کو کسی عقد میں حاصل ہو تو اس صورت میں کسی کو بھی تصرف کرنے کی اجازت نہیں اس لئے کہ اس طرح کے تصرف سے دوسرے صاحب کا حق باطل ہوجاتا ہے جو کہ جائز نہیں، اگر خیار کسی ایک جانب کو ہو تو پھر مشتری کے خیار کی صورت میں اس کو مبیع میں تصرف کرنے کی اجازت ہے اس لئے کہ یہاں دوسرے فریق کی جانب سے عقد تام ہے تو اس صورت میں تصرف کرنے کی وجہ سے بیع نافذ ہوجاتی ہے کیونکہ اس کا مبیع میں تصرف کرنا اس کی رضامندی کی دلیل ہے اور اس عقد کو برقرار رکھنا بھی ہے، اگر بائع کو اکیلے خیار حاصل ہو تو اس صورت میں اگر وہ مبیع میں تصرف کریگا تو پھر بیع نافذ ہوگی، اور اگر بائع اس صورت میں ثمن میں تصرف کریگا تو اس صورت میں اس کا تصرف درست ہوگا جب کہ اس کا خیار باطل ہوجائیگا، کیونکہ ثمن میں تصرف کرنا اس کی اس بیع پر رضامندی اور اس کو برقرار رکھنے کی دلیل ہے۔۵

حاصل یہ ہے کہ اس موضوع پر تمام مذاہب کا موقف اپنی جگہ وزنی ہے البتہ یہ الگ بات ہے کہ جمہور کا مذہب عقلی لحاظ سے جب کہ حنابلہ کا مذہب نقلی اور عقلی دونوں طرح سے مضبوط ہے اس لئے بظاہر ان کا مذہب راجح معلوم ہوتا ہے۔

خیار کے زمانے میں مبیع اور ثمن کا حوالہ کرنا

فقہاء کے مابین اس بات پر اتفاق ہے کہ خیار کی مدت جب مبیع یا ثمن کی حوالگی مشروط نہ ہو تو پھر عوضین کا سپرد کرنا ضروری نہیں۶، اسی طرح مبیع کا پرکھنا مشتری کے مشروط کرنے کے بعد اس کا حق ہے یا مشروط کیے بغیر اس کا حق بنتا ہے یا نہیں، اس کی تفصیل ماقبل میں گذری ہے، علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"لایجب علی البائع تسلیم المبیع، ولا علی المشتری تسلیم الثمن فی زمن الخیار"۷

ترجمہ: خیار کی مدت میں بائع پر مبیع کا حوالہ کرنا اور مشتری پر ثمن کا حوالہ کرنا واجب نہیں۔

اور نہ ہی خیار کی مدت میں مشتری کو بائع کی صریح اجازت کے بغیر مبیع پر قبضہ کرنا جائز ہے، اسلئے کہ جس

بندے کوخیار حاصل ہوتا ہے تو اس کا تعلق اسی مبیع یا ثمن کے ساتھ باقی رہتا ہے چنانچہ بحرالرائق میں ہے کہ بائع کے خیار کی صورت میں اگر اس نے مشتری کو تملیک کے طور پر مبیع سپرد کیا تو اس سے اس کا خیار باطل ہوجائیگا' البتہ اگر چیک کرنے کے لئے سپرد کیا تو پھر اس کا خیار باطل نہیں ہوتا۔٨؎

اب اگر فریقین میں سے مدت خیار کے دوران کسی ایک نے رضامندی سے حوالہ کیا اور دوسرے نے نہیں دیا تو اس صورت میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے:

احناف کے ہاں یہ بات ہے کہ جس فریق کو خیار حاصل ہو اور وہ سپردگی نہ کرے تو اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا' لہذا اگر صرف مشتری کو خیار حاصل ہو اور وہ ثمن حوالہ نہ کرے تو ایسی صورت میں بائع کو مبیع کی سپردگی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا' اسی طرح بائع کے خیار کی صورت میں جب وہ مبیع سپرد کردے تو پھر مشتری کو ثمن کی حوالگی پر مجبور کیا جائیگا' اسی بات کو بحرالرائق اور فتاوی ھندیہ میں بیان کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر خیار بائع کو حاصل ہو اور مشتری نے اس کو ثمن ادا کیا جب کہ بائع اس کو مبیع نہ دے تو اس کو یہ حق حاصل ہے البتہ اس کو ثمن واپس کرنے پر مجبور کیا جائیگا' اسی بات کو علامہ نوویؒ نے اپنی کتاب المجموع میں بیان کیا ہے۔٩؎

اس بارے میں راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر مشتری مبیع کو پرکھنے کے لئے بائع سے مطالبہ کرے تو یہ اس کا حق ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اپنے اس حق کو بقدر ضرورت استعمال کرے۔

خیار جب دونوں فریق کو حاصل ہو تو پھر جانبین میں سے کسی ایک کو بھی حوالہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خیار کی صورت میں صاحب خیار کا اپنی چیز کے ساتھ تعلق برقرار رہتا ہے' ایسے ہی اگر ایک جانب کو خیار حاصل ہو اور اس نے اپنی چیز بطور مبیع یا ثمن کے دوسرے فریق کو حوالہ کردی تو اس صورت میں اس دوسری جانب والے کو اس کا مقابل عوض اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں کیونکہ بیع تو اس حق میں پہلے سے خیار نہ لینے کی وجہ سے لازم ہے اور اس کو عوض بھی مل چکا ہے لہذا اس فریق کو چیز کے ہلاک ہونے یا بدلنے کے خوف کا دعوی کرنے کا بھی امکان نہیں' اسلئے اس کو بدلے کی چیز اپنے پاس رکھ کر حوالہ نہ کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا۔

خیار کی مدت کے دوران مبیع یا ثمن میں اضافے یا ویلیو ایڈیشن کا حکم

خیار کے زمانے میں جب مبیع میں کوئی اضافہ ہوجائے' تو یہ کس کی ملکیت سمجھی جائیگی' اس بارے

میں علماء کا اختلاف ہے' احناف کے ہاں یہ اضافہ دوطرح کا ہے:

ا: مبیع سے متصل اور جڑا ہوا اضافہ

۲: مبیع سے منفصل اضافہ

مبیع سے متصل اضافے کا حکم:

ا۔ایسا اضافہ جو مبیع سے خارج ہو لیکن مبیع کے ساتھ متصل ہوگیا ہو جیسے مبیع کپڑا ہو اور اس کو رنگ دیا جائے' یا ستو مبیع ہو اور اس کو گھی میں لتھیڑا جائے' یا مبیع زمین ہو اور اس پر عمارت بنائی جائے یا کاشت کی جائے تو مشتری احناف کے ہاں اس اضافے کا بالاتفاق مالک ہوگا کیونکہ اصل پر اضافے کی صورت میں اس کا رد کرنا منع ہے اس لئے عقد لازم ہوگا اور خیار ساقط ہوجائیگا۔

۲۔وہ اضافہ جو مبیع کے اصل میں داخل ہو جیسے کہ مبیع کی خوبصورتی' موٹاپا' بیماری سے صحت یابی' ان جیسی صورتوں میں بھی مبیع کے اضافے کا مالک امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشتری ہوگا اور خیار ساقط ہوکر عقد لازم ہوجاتا ہے' جب کہ امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت میں خیار باطل نہیں ہوتا کیونکہ اس کا واپس کرنا منع نہیں' اگر فسخ کرنا چاہے تو اس کو اصل سمیت واپس کریگا اور اگر مبیع کو اپنے پاس رکھتا ہے تب بھی اس کو ملکیت حاصل ہوجاتی ہے۔۱۰

مبیع سے منفصل اضافے کا حکم:

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

ا۔وہ اضافہ جو مبیع ہی سے پیدا شدہ ہو جیسے کہ بچہ' میوہ' دودھ' ایسے ہی اصل کے فوت شدہ جز کے مقابلے میں ملا ہوا عوض جیسے کہ جسم کے کسی عضو کے تلف ہونے کا تاوان وغیرہ' تو ان صورتوں میں یہ چیزیں مشتری کی ملکیت بنتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے خیار باطل ہوجاتا ہے اور مبیع کا واپس کرنا ممنوع ہوجاتا ہے۔

۲۔وہ اضافہ جو منفصل ہو اور مبیع کی ذات کے ساتھ متصل نہ ہو اور نہ اس سے پیدا شدہ ہو جس کی مثال ایسی چیز جو مبیع کو بطور صدقہ ملی ہو یا مبیع کی کمائی اور آمدن' یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو مبیع سے منفصل بھی ہیں اور اس کا اضافہ بھی ہے' اس کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی اصل کے تابع سمجھی جائیگی' اس لئے کہ یہ اضافہ رد کرنے سے مانع نہیں اس لئے اس کی وجہ سے خیار بھی باطل نہیں

ہوتا اگر مشتری بیع کو لازم قرار دے تو یہ مبیع اضافے سمیت اس کی ملکیت بن جائیگی کیونکہ اس وقت یہ ظاہر ہو جائیگا کہ یہ اس کی ملکیت کی کمائی ہے اور اگر فسخ کرنا چاہتا ہے تو اضافے کو اصل سمیت واپس کریگا۔

صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ اس منفصل اور غیر متولد اضافے کی صورت میں بھی جو مدت خیار میں ہوا ہے' ملکیت مشتری کی سمجھی جائیگی' اگرچہ وہ عقد فسخ بھی کرلے۔۱۱؎

مالکیہ کا مذہب:

ان کے نزدیک مدت خیار میں مبیع کے اضافے کا مالک بائع ہوتا ہے' چاہے خیار دونوں فریق کو ہو یا کسی ایک فریق کو ہو' البتہ اگر مشتری نے عقد کے دوران اضافے کو اپنے لئے مشروط کیا ہو تو پھر اضافہ مشتری کو ملیگا بصورت دیگر بائع کی ملکیت متصور ہوگی چاہے وہ بڑھوتری زمین کا کرایہ ہو یا مدبرشدہ پھل کی کمائی ہو یا جانور کا اضافہ ہو مثلاً دودھ اور انڈے وغیرہ' البتہ اگر اضافہ مبیع کا ایسا جز ہو جو اس میں باقی رہ جائے اور بعد میں اس کا حصول ہو مثلاً کسی جانور کا بچہ جو اس کے پیٹ میں یا اون جو عقد کے دوران اس کے بدن پر ہو تو یہ دونوں چیزیں اگر خیار کی مدت میں حاصل ہو جائیں تو مشتری کی ملکیت ہونگی کیونکہ یہ عقد کے وقت مبیع کا جز تھے۔۱۲؎

ایسے ہی مالکیہ کے ہاں زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ جس گھر کو خیار شرط پر کسی نے خریدا ہے تو مدت خیار میں اس میں بغیر اجرت کے نہ رہے کیونکہ منفعت بائع کی ملکیت ہے اور اگر مشتری عقد ہی میں اس گھر میں بغیر اجرت کے مدت خیار میں رہائش کی شرط لگائے تو یہ عقد فاسد ہے کیونکہ یہ بیع عربان بن جاتا ہے جو کہ جمہور کے ہاں ناجائز ہے۔۱۳؎

شوافع کا مذہب:

ان کے نزدیک مدت خیار میں مبیع پر جو اضافہ ہو جائے' چاہے وہ متصل ہو یا منفصل' ہر صورت میں جس فریق کو حاصل ہو اس کی ملکیت سمجھی جائیگی' لیکن اگر خیار دونوں فریق کو کسی عقد میں حاصل ہو تو اس صورت میں دوران خیار مبیع کی ملکیت موقوف رہیگی' اس کے بعد جب بیع تام ہو جائے تو مبیع کا اضافہ مشتری کی عقد کے وقت سے ملکیت ہوگی لیکن اگر فسخ کرلیتا ہے تو مبیع کا اضافہ بھی بائع کو واپس کردیا جائیگا۔۱۴؎

★افرح باختیار اللہ لک، فانک لا تدری بالمصلحۃ، فقد تکون الشدۃ خیر الک من الرخاء۔★

حنابلہ کا مذہب:

ان کے راجح قول کے مطابق وہ بڑھوتری جو مبیع کے ساتھ متصل ہو وہ بہر صورت مبیع کے تابع ہوتی ہے چاہے عقد تام ہوجائے یا فسخ ہوجائے اور جو بڑھوتری منفصل ہو وہ مدت خیار میں ہمیشہ کے لئے مشتری کی ملکیت ہوگی چاہے بیع فسخ ہوجائے یا تام ہوجائے۔ ۱۵؂

مذاہب کا تجزیہ:

یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ اضافے کے استحقاق کا تعلق مبیع کی ملکیت سے یا اس بندے پر ہے جو اس دوران ضامن بنتا ہے لہٰذا اگر ملکیت کی وجہ سے بڑھوتری کا استحقاق حاصل ہوتا ہے تو اس صورت میں مشتری کو نفس عقد کر لینے سے اس وقت ہی سے ملکیت حاصل ہوتی ہے جب اس کا قبول ایجاب کے مطابق ہوجائے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جس نے کھجور کا درخت زیرگی (پولینیشن) کے بعد خریدا تو اس کا میوہ بائع کا ہوگا البتہ جب عقد میں مشتری نے اس کی شرط لگائی ہو تو پھر اس کی ملکیت ہوگی اور جس نے ایسا غلام خریدا جس کے پاس مال تھا تو اس کا مال بیچنے والے کی ملکیت ہوگی البتہ اگر مشتری نے (عقد کے وقت سے ہی) اس مال (کی بھی ساتھ دینے) کی شرط لگائی (تو پھر اس کو مبیع سمیت دیا جائیگا) ۱۶؂

اس حدیث میں آپ ﷺ نے نفس عقد کی وجہ سے غلام اور کھجور کو مشتری کی ملکیت قرار دیا ہے اور اس سے صرف غلام کا مال اور کھجور کا میوہ مستثنیٰ کر دیا گیا ہے جو مشتری کے اشتراط کے بغیر بائع کی ملکیت ہوتی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نفس عقد سے مبیع مشتری کی ملکیت بن جاتی ہے۔

عقد کا خیار کی مدت میں غیر لازم ہونے کا مطلب ملکیت کا عدم ثبوت نہیں ہوتا' یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی ایک چیز خرید لے اور پھر اس کا عیب ظاہر ہوجائے تو مشتری کو اسی چیز کے رکھنے اور واپس کرنے' دونوں باتوں کا اختیار ہوتا ہے' یہاں خیار ملک کے منافی نہیں تو ایسے ہی خیار شرط کی صورت میں بھی مشتری کا خیار اس کے مبیع پر ملکیت آنے سے مانع نہیں ہوگا' جب کہ اس دورانیے میں اس کے لئے ملکیت ثابت ہوگئی تو مبیع کی فرع بھی اسی کی ملکیت شمار ہوگی۔

لیکن اگر بڑھوتری کا استحقاق ذمہ داری کی بناء پر ہو جیسے کہ اثر میں آیا ہے: **الخرج بالضمان**' ۱۷؂ نفع کا حصول ضمانت پر مبنی ہے تو اس کے مطابق تو مدت خیار کے دوران مبیع مشتری کی ضمان

میں آجاتا ہے البتہ اس میں مبیع کی پوری ادائیگی کیل، وزن، گنتی اور پیمائش کی محتاج ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو چیز کسی سودے میں مجموعی طور پر پائی گئی تو وہ مشتری کی ملکیت ہوگی یعنی یہ اس کے ضمان میں آجاتی ہے۔

خیار شرط کے زمانے میں مبیع کا تلف ہونا

مبیع جب خیار کی مدت میں ہلاک ہوجائے تو اس صورت میں تاوان کس پر آئیگا اور خیار کا کیا حکم ہوگا، اس بارے میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں:

احناف کے ہاں اس کی تفصیل:

۱:۔اگر مبیع قبضہ سے پہلے ہلاک ہوجائے تو اس صورت میں بیع ہی باطل ہوجائیگی، چاہے خیار کسی ایک کا ہو یا دونوں کا ہو۔

۲:۔مشتری کے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد مبیع بائع کے تصرف سے ہلاک ہوجائے اور اس دوران خیار بھی بائع کو حاصل ہو تو اس صورت میں بیع فسخ ہوگی اور اس کا کوئی ضمان مشتری پر عائد نہیں ہوگا۔۱۸؎

۳:۔مبیع مشتری کے تصرف سے ہلاک ہوئی اور اس دوران خیار بائع کو حاصل تھا جب کہ چیز مشتری کے قبضہ میں تھی تو اس صورت میں بیع باطل ہوجائیگی اور بائع کا خیار بھی ساقط ہوجائیگا جب کہ مشتری پر اس چیز کے مارکیٹ ریٹ کا تاوان لاگو ہوگا۔۱۹؎

ضمان عائد ہونے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر مبیع کا تعلق مثلی اشیاء سے ہو تو وہ اسی چیز کے مثل کا ضامن ہوگا، اگر وہ چیز مثلی نہ ہو تو وہ مبیع کی قیمت کا ضامن ہوگا، ثمن کا نہیں۔۲۰؎۔۲۱؎

مالکیہ کا مذہب:

ان کے مذہب کے مطابق خیار کی مدت کے دوران ہلاکت کی بعض صورتوں میں بائع ضامن ہوگا، جب کہ بعض صورتوں میں مشتری ضامن ہوگا۔

بائع درج ذیل صورتوں میں ضامن ہوتا ہے:

۱:۔مبیع کی ہلاکت بائع کے ہاں ہوجائے تو بائع ہی ضامن ہوگا۔

۲:۔جب مبیع مشتری کے ہاں ہلاک ہوجائے اور اس کا تعلق ان اشیاء سے ہو جو بائع سے پوشیدہ نہ

ہوسکے مثلاً جانور یا ایسی چیز جس میں مشتری کی کذب بیانی ظاہر نہ ہوسکے' تو ایسی صورت میں بائع ضامن ہوگا' البتہ یہاں مشتری کو اس بات کی قسم دلوائی جائیگی کہ یہ ہلاکت اس کے عمل سے وجود میں نہ آئی ہو یعنی مشتری اس کی ہلاکت کا سبب نہ بنا ہو۔

۳:۔مبیع مشتری کے ہاتھ میں ہلاک ہوجائے اور اس کا تعلق ان چیزوں سے ہو جو پوشیدہ ہوسکتی ہوں جیسے زیورات اور کپڑے وغیرہ' لیکن اس کی ہلاکت پر گواہ پیش کی جائیں کہ اس چیز کی ہلاکت مشتری کی وجہ سے یا اس کے تجاوز سے نہیں ہوئی' تو اس سورت میں بھی مبیع کی ہلاکت بائع کی ملکیت میں سے شمار کی جائیگی چاہے خیار بائع کا ہو یا مشتری کا ہو یا دونوں کا ہو۔

مشتری درج ذیل صورتوں میں ضامن ہوتا ہے:

۱:۔خیار کی مدت میں مبیع مشتری کے قبضے میں ہو اور مبیع کا تعلق بھی ایسی چیزوں سے ہو جو غائب نہ کی جاسکے جیسے کہ جانور وغیرہ' تو اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں جب تک اس کا جھوٹ ظاہر نہ ہو تو اس صورت میں اگر یہ یمین سے انکار کرلے تو پھر مبیع کے ثمن کا ضامن ہوگا۔

۲:۔مبیع کا تعلق اگر ایسی چیزوں سے ہو جو غائب نہ ہوسکتی ہوں اور وہ مشتری کے ہاتھ میں ہلاک ہوجائے اور اس کا جھوٹ بھی ہلاکت کرنے کے دعوی میں ظاہر ہوجائے تو اس صورت میں مشتری ضامن ہوگا۔

۳:۔جب مبیع ایسی چیزوں میں سے ہو جو غائب کی جاسکتی ہو اور اس کو اپنے دعوی پر گواہ موجود نہ ہو تو اس صورت میں مشتری اس لئے ضامن ہوگا کہ اس کا دعوی سچا ہوگیا' اس لئے کہ اس صورت میں اس پر اس چیز کے غائب کرنے کی تہمت آئی ہے جس کے دورانیے میں اس نے اس چیز کو خراب کیا ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ ان صورتوں میں مشتری پر قبضہ کرنے والے دن ثمن یا قیمت میں سے جو چیز زیادہ ہو وہی لازم ہوگا' یہ اس وقت اگر خیار بائع نے اپنے لئے مشروط کیا ہو اس طور پر کہ اس کو دونوں صورتوں میں سے بہتر امر کا اختیار ہے' اس عقد کو برقرار رکھنے کا اختیار جس کے بدلے ثمن کا حصول اگر ثمن زیادہ ہو اور اس خیار کی بنا پر ہلاکت کی صورت میں واپس کرنے کا حق جس کی بنا پر ہلاکت کی صورت میں قیمت کی وصولی کا حق ملتا ہے اگر قیمت زیادہ ہو۔

لیکن اگر تینوں صورتوں میں مشتری کا خیار حاصل تھا تب بھی اس پر ضمان لازم ہوتا البتہ اس صورت میں اس پر بہر صورت میں ثمن لازم ہوگا۔ ۲۲۔۲۳۔

شوافع کا مذہب:

ان کے ہاں یہ بات ہے کہ مبیع کی ہلاکت آفت سماویہ سے ہوئی ہوگی' یا بائع کے ہاتھوں ہوئی ہوگی اور یا مشتری کے ہاتھوں ہوئی ہوگی' یا اجنبی کے ہاتھوں ہوئی ہوگی' ان میں سے ہر ایک صورت کی اپنی تفصیل ہے:

آفت سماویہ سے مبیع کی ہلاکت:

خیار کے زمانے میں مبیع قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہوجائے تو یہ بیع فسخ ہوگی کیونکہ اس وقت جب صرف قبضہ اس کا ہوتب عقد فسخ ہوتا ہے اب جب کہ ملکیت بھی باقی ہے تو اس صورت میں تو بطریق اولی عقد فسخ ہوگا کیونکہ مبیع کی ہلاکت کے بعد ملکیت کی منتقلی ممکن نہیں۔

اگر مبیع پر مشتری نے قبضہ کرلیا ہو اور خیار اس وقت بائع کو حاصل ہو تو عقد پھر بھی فسخ ہوگا اور مشتری کو ثمن واپس کردیا جائیگا جب کہ بائع اس سے مارکیٹ ریٹ (قیمت) کا مطالبہ کریگا۔

اگر خیار دونوں فریق کو حاصل ہو یا صرف مشتری کو حاصل ہو تو اس صورت میں اصح قول کے مطابق خیار باقی رہیگا جب کہ عقد فسخ نہیں ہوگا کیونکہ قبضہ کرلینے کی وجہ سے مبیع مشتری کی ذمہ داری میں داخل ہوگیا' لہذا اگر عقد مشتری کی اجازت سے تام ہوجاتا ہے تو اس کے ذمے ثمن لازم آتا ہے اور عقد تام نہیں ہوتا تو اس پر قیمت لازم آتی ہے۔ ۲۴۔

مبیع خیار کی مدت میں بائع کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی ہو:

جب مبیع مشتری کے قبضے میں ہو اور وہ بائع کے ہاتھوں ضائع ہوجائے تو اس صورت میں بائع ثمن واپس کریگا اور بازاری قیمت (مارکیٹ پرائس) مشتری سے لینے کا حقدار ہوگا۔

اجنبی کے ہاتھوں مبیع کی ہلاکت:

جب خیار کی مدت میں اجنبی کے ہاتھوں مبیع ہلاک ہوجائے تو اس وقت خیار اور عقد کو دیکھا جائیگا:

۱:۔ اگر دونوں فریق کی ملکیت خیار کی وجہ سے موقوف ہو یا صرف مشتری کو خیار ہو اور عقد فسخ نہ ہو تو اس صورت میں تاوان اس اجنبی کے ذمے لازم ہوتا ہے۔

۲:۔اگر بیع تام ہوگیا اور اجنبی نے مبیع کو ضائع کیا تو اس صورت میں یہ مشتری کی ملکیت میں ضائع ہو (جس کا وہ اس اجنبی سے تاوان کا مطالبہ کرسکتا ہے)

۳:۔اگر بیع تام نہ ہو تو اجنبی کا مبیع ہلاک کرنے کی صورت میں یہ بائع کی ملکیت میں ہلاک ہوا ہے (اس لئے بائع اس اجنبی سے تاوان کا مطالبہ کرنے کا حقدار ہے)۲۵۔

حنابلہ کا مذہب:

مدت خیار کے دوران مبیع کی ہلاکت مشتری کا مبیع کو قبضہ کرنے سے پہلے ہوگی یا اس کے بعد ہوگی' اگر مبیع کی ہلاکت مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ہو اور مبیع کیلی یا وزنی ہو' یا عددی ہو یا ناپی جانے والی چیزوں میں سے ہو تو اس صورت میں بیع فسخ ہوگی اور اگر مشتری کا اس کے ضائع کرنے میں عمل دخل ہو تو وہ ضامن ہوگا اور اس کا خیار بھی باطل ہے لیکن اگر اس کی ہلاکت میں مشتری کا عمل دخل نہ ہو تو بائع ضامن ہوگا۔

البتہ اگر مبیع کیلی' وزنی' عددی یا ناپی جانے والی چیزوں میں سے نہ ہو اور بائع نے مشتری کو قبضہ کرنے سے منع بھی نہ کیا تو اس صورت میں اگر ہلاک ہوجائے تو ضمان مشتری کا ہوگا' لیکن اگر مشتری کے قبضے میں مبیع آ گئی ہو اور خیار کی مدت میں ضائع ہوجائے تو اس صورت میں مشتری کا خیار باطل ہوجاتا ہے اور ذمہ داری اس کی ہوتی ہے۔۲۶۔

بائع کے خیار کی صورت میں دو روایتیں ہیں:

۱:۔راجح قول کے مطابق بائع کا خیار باطل ہوجائیگا' اسی کو علامہ خرقیؒ اور ابوبکرؒ نے پیش کیا ہے۔

۲:۔بائع کا خیار باطل نہیں ہوتا بلکہ اس کو فسخ کا خیار اور قیمت کا مطالبہ یا مثلی ہونے کی صورت مثل کا مطالبہ کرنے کا حق ہے اس کو قاضیؒ اور ابن عقیلؒ نے پسند کیا ہے۔۲۷۔

یہ خیار کی مدت میں مبیع کی ہلاکت کے حوالے سے ائمہ اربعہ کے مذاہب کا بیان تھا جس سے مقالہ نگار نے یہ خلاصہ نکالا ہے:

۱:۔مالکیہ کے مشہور مذہب کے مطابق بائع بہرصورت ضامن ہوگا چاہے مشتری نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو' خیار چاہے کسی کو بھی ہو اور مبیع کسی بھی نوعیت کی ہو۔

۲:۔حنابلہ کے ہاں صرف یہ صورت ہے کہ اگر چہ مشتری نے مبیع قبضہ نہ بھی کیا ہو' لیکن بائع نے اس

کو قبضہ سے منع بھی نہ کیا تو ایسی صورت میں مشتری ضامن ہوتا ہے۔

۳:۔احناف اور شوافع کے ہاں مبیع کی مشتری کے قبضے میں جانے سے پہلے ہلاکت کی صورت میں بیع فسخ ہوگی، چاہے خیار کسی بھی فریق کو ہو یا دونوں کو ہو، اسی بات کو حنابلہ نے ایسی نوعیت والی مبیع کے ساتھ مقید کیا ہو، کہ اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو یا ناپی جانی والی چیز ہو تب تو بیع فسخ ہوگی ورنہ مشتری ضامن ہوگا۔

۴:۔احناف کے ہاں مبیع اگر مشتری کے قبضے میں مدت خیار کے دوران ہلاک ہوجائے تو اس صورت میں مطلقا مشتری ہی ضامن ہوتا ہے، البتہ اتنی بات ہے کہ بائع کے خیار کی صورت میں مقررہ ثمن یا قیمت ادا نہیں کریگا بلکہ مبیع کی مارکیٹ پرائس ادا کرنی پڑیگی لیکن اگر خیار مشتری کا تھا تو اس صورت میں اس کو مقررہ ثمن ہی ادا کرنا پڑیگا۔

البتہ اس صورت میں شوافع کے ہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر مبیع کی ہلاکت آسمانی آفت سے ہلاکت کی صورت میں مارکیٹ پرائس یا قیمت ادا کرنی پڑیگی جب کہ مشتری کے اپنے ہاتھوں ہلاکت کی وجہ سے مقررہ ثمن کی ادائیگی لازم ہے۔

خیار شرط کی انتہاء یا خاتمے کے اسباب:

خیار شرط جن اسباب کی بناء پر اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے، مقالہ نگار کی نظر میں یہ اسباب پانچ ہیں:

۱:۔خیار شرط کا خیار والے فریق کی موت کی وجہ سے خاتمہ

۲:۔خیار شرط کا عقد کو فسخ کرنے کی وجہ سے خاتمہ

۳:۔خیار شرط کا عقد کو جائز قرار دے کر خاتمہ

۴:۔خیار شرط کی مدت ختم ہوجانے سے خیار کا خاتمہ

۵۔خیار شرط کا صاحب خیار کی جنون یا بے ہوشی سے خاتمہ

ان تمام اسباب کی تفصیل ہر ایک کے اپنے عنوان کے تحت بیان کی جارہی ہے۔

خیار شرط کا خیار والے فریق کی موت کی وجہ سے خاتمہ:

خیار شرط میں وراثت جاری ہوتی ہے کہ نہیں، اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے:

۱:۔احناف اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ اس میں میراث جاری نہیں ہوتی بلکہ صاحب خیار کی موت ہے

اس کا خیار باطل ہوجائیگا۔۲۸۔۲۹۔

۲:۔مالکیہ اورشوافع کے ہاں خیارشرط میں وراثت جاری ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ صاحب اختیار کے مرجانے سے اس کا خیار باطل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ورثا کو منتقل ہوجاتا ہے۔۳۰۔۳۱۔

اس مسئلے کی بنیاد درحقیقت ایک مسئلے پر ہے وہ یہ ہے کہ مال کی طرح حقوق میں وراثت جاری ہوتی ہے یانہیں اس حوالے سے شوافع اور مالکیہ کے ہاں مال کی طرح تمام حقوق میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

جب کہ احناف کے ہاں خیارشرط میں وراثت جاری نہیں ہوتی جب کہ خیارعیب میں وراثت جاری ہوتی ہے'اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ خیارشرط عاقد کوعقد کی فسخ اور برقرار رکھنے کا اختیار دیتا ہے جوکہ موت کے بعد ناممکن ہے اس لئے کہ خیار ارادے اور پسند کو کہتے ہیں جوکہ منتقل نہیں ہوسکتا کہ اس میں وراثت جاری کی جائے جب کہ خیارعیب کا تعلق چونکہ اس مبیع کی ذات سے ہوتا ہے جوصاحب خیار کی ملکیت تھی اور مال تھا اس لئے اس میں وراثت جاری ہوگی لہذا عاقد کو مبیع صحیح وسالم دینا اس کا حق ہے ایسے ہی وراثت میں یہی حق جاری ہوگا۔۳۲۔

مالکیہ اورشوافع کے ہاں چونکہ تمام حقوق میں وراثت کا جاری ہونا برابر ہے لہذا اس میں میراث جاری ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک ایسا حق ہے جس کو میت نے ترکہ میں چھوڑا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

(ولکم نصف ماترک ازواجکم)۳۳۔

تم اس مال کے نصف حصے کے حقدار ہوجس کوتمہاری بیویوں نے چھوڑا ہو۔

اس عموم میں یہ خیار بھی داخل ہے لہذا اس میں وارث کوخیار منتقل ہوگا' یہاں قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وارث کوخیار حاصل ہواس لئے کہ یہ خیار مال کی طرح اوردرستگی کے لئے ثابت ہے تو یہ بھی خیارعیب کی طرح وارث کے لئے ثابت ہوگا۔۳۴۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، مادہ ۱۳۰۹ ص ۶۲۔

۲۔لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاوی لھندیۃ، ج ۳ ص ۴۰۳، دار الفکر۔

۳۔حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج ۳ ص ۹۔

۴۔زین الدین ابویحی السنیکی، زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری، (التوفی:۹۲۶ھ) اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، ج ۲ ص ۵۳، دار الکتاب الاسلامی۔

۵۔ابن قدامۃ، ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی (التوفی:۶۲۰ھ)، الکافی فی فقہ الامام احمد، ج ۲ ص ۲۹، دار الکتب العلمیۃ۔

۶۔الفتاوی الھندیۃ، ج ۳ ص ۴۲۔

۷۔ابن حجر الھیتمی، احمد بن محمد بن علی بن حجر الھیتمی (۹۷۴ھ)، تحفۃ المحتاج فی شرح المنھاج، ج ۴ ص ۴۲۰، المکتبۃ التجاریۃ الکبری بمصر لصاحبھا مصطفی محمد۔

۸۔البحر الرائق ج ۶ ص ۱۰۔

۹۔المجموع شرح المھذب، ج ۹ ص ۲۲۳۔۲۲۴۔

۱۰۔الحداد، ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی الزبیدی الیمینی الحنفی (التوفی:۸۰۰ھ)، الجوھرۃ النیرۃ ص ۱۹۲، المطبعۃ الخیریۃ۔

۱۱۔الجوھرۃ النیرۃ ص ۱۹۲۔

۱۲۔شرح مختصر خلیل للخرشي، ج ۵، ص ۱۲۰۔

۱۳۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ج ۴ ص ۴۱۰۔

۱۴۔البکری، ابوبکر عثمان بن محمد شطا الدمیاطی الشافعی (التوفی:۱۳۱۰ھ)، اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین، ج ۳ ص ۳۶۔۳۷، دار الفکر۔

۱۵۔برھان الدین، ابراھیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، (التوفی:۸۸۴ھ)، المبدع فی شرح المقنع، ج ۴ ص ۷۰۔۷۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔لبنان۔

۱۶۔صحیح البخاری، حدیث نمبر ۲۳۸۹۔

۱۷۔الطیالسی، ابوداؤد سلیمان بن داود بن الجارود (التوفی:۲۰۴ھ)، مسند ابی داو الطیالسی، حدیث نمبر ۱۵۶۸، ج ۳ ص ۷۳، دار ھجر۔مصر۔

۱۸۔السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سھل شمس الائمۃ السرخسی (المتوفی:۴۸۳ھ)،المبسوط، ج ۱۳ ص ۴۸، دارالمعرفۃ ۔ بیروت۔

۱۹۔المبسوط، ج ۱۳ ص ۲۸۔۲۹

۲۰۔ابوبکرعلاء الدین السمر قندی، محمد بن احمد بن ابی احمد،(المتوفی:نحو ۵۴۰ھ)تحفۃ الفقھاء، ج ۲ ص ۴۳۔۴۷ ،دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔لبنان۔

۲۱۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، مادۃ ۳۰۸۔۳۰۹۔

۲۲۔القرافی، ابوالعباس شھاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمن (المتوفی :۶۸۴ھ)،الذخیرۃ، ج ۵ ص ۱۳۰۔۱۳۱، دارالغرب الاسلامی ۔ بیروت۔

۲۳۔ابوالولیدالباجی، سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث التجیبی (المتوفی:۴۷۴ھ)،المنتقی شرح الموطاء ج ۵ ص ۵۹ ،مطبعۃ السعادۃ۔بجوار محافظۃ مصر۔

۲۴۔نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج، ج ۴ ص ۱۷۔

۲۵۔ایضا۔

۲۶۔نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج، ج ۴ ص ۱۷

۲۷۔کتاب الفروع ومعہ تصحیح الفروع، ج ۴ ص ۲۷۸۔

۲۸۔کشاف القناع عن متن الاقناع ج ۳، ص ۲۰۶۔

۲۹۔المبسوط، ج ۱۳ ص ۴۲۔

۳۰۔الرحیبانی، مصطفی بن سعد بن عبدہ السیوطی شھرۃ، الرحیبانی (المتوفی :۱۲۴۳ھ)، مطالب اولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی ، ج ۳ ص ۹۹، المکتب الاسلامی ۔

۳۱۔المدونۃ، ج ۳ ص ۲۰۸۔

۳۲۔الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی :۵۰۵ھ)،الوسیط فی المذھب، ج ۳ ص ۱۰۴، دارالسلام ۔القاھرۃ۔

۳۳۔البحرالرائق شرح کنزالدقائق، ج ۶ ص ۱۹۔

۳۴۔النساء:۱۲